محمد سعید اختر

استاد معارفِ اسلامیہ

علامہ اقبال گورنمنٹ کالج کراچی

تعارف قرآن

مختصر تاریخ نزول قرآن

قرآن مجید بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے حضورؐ کے ذریعہ سے پہنچا انسان سے ظاہر ہے کہ بشر کا تہذیب یافتہ ہونا ضروری ہے کیونکہ تہذیب کسی اٹل دورِ حیات کا نام نہیں ہے بلکہ حوادث و حالات اور ماحول کے لحاظ سے اس پر ضرب کاری ہوتی رہتی ہے اس لئے اس کی پستی اور بلندی ناگزیر ہے اور پھر اس کے قوانین میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے لیکن قرآن پاک نے جو ضابطۂ حیات انسان کو بخشا ہے وہ نہ صرف مکمل ہے بلکہ رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ رسولؐ پاک حیات مبارکہ پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ آپؐ اپنے اعلیٰ کردار اور اخلاق کی بنا پر اپنی قوم میں اس درجہ مقبول و ہر دلعزیز ہوئے کہ قوم آپؐ کو صادق و امین کے القاب سے پکارنے لگی فرصت کے وقت تنہا غور و فکر میں اکثر آبادی سے دور گزارتے۔ جب چالیس سال کی عمر میں پہنچے تو ۱۷ رمضان ۱۳ ق۔ ھ جولائی ۶۱۰ء کو آپؐ پر نزولِ وحی کا غار حرا میں آغاز ہوا اگر دوسری روایات میں ۲۴ اور ۲۷ رمضان المبارک کی تاریخیں بھی آتی ہیں لیکن اول الذکر کی بابت روایتیں زیادہ قوی سمجھی جاتی ہیں۔

رمضان المبارک کی تاریخ کی بابت سورۂ انفال کی اس آیت کو دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جس میں اموالِ غنیمت کی تقسیم مذکور ہے اور اس میں کہا گیا ہے

ترجمہ:۔ اگر تم اللہ پر یقین رکھتے ہو اور اس چیز پر جس کو ہم نے اپنے بندے (محمدؐ) پر فیصلہ کے دن یعنی جس دن کہ دونوں جماعتیں (کفار و مومنین) باہم مقابل ہوئیں تھیں نازل فرمایا تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے نزولِ قرآن اسی تاریخ کو ہوا جس روز بدر کی جنگ شروع ہوئی تھی یعنی ۱۷ رمضان المبارک۔ قرآن پاک اس تاریخ کو یوم فرقان (یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا) کہتا ہے۔

مذکورہ تاریخ کو فرشتہ اعظم حضرت جبرائیلؑ نمودار ہوئے اور آپؐ سے فرمایا اِقْرَأْ (پڑھیئے) آپ نے جواب دیا کہ مَا اَنَا بِقَارِئٍ (میں تو پڑھنا نہیں جانتا) اس پر حضرت جبرئیلؑ نے آپ کو اپنے سینہ سے لپٹالیا اور دبایا اور پھر اسی طرح معانقہ و مکالمہ کا اعادہ ہوا۔ گویا بارِ وحی کو اٹھانے کے لئے جن قوتوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ ملکوتی واسطہ سے بشری جسم میں سرایت کردی گئیں اور تیسری بار کی تکرار کے بعد پوری پانچ آیتیں:- اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ٥ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ٥ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ٥ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ٥ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ٥ فرشتہ اعظم نے پڑھکر حضورؐ کو سنا دیں۔ ہیبت وحی سے خصوصاً جب کہ اس کا پہلا تجربہ تھا۔ تاثر اور خوفِ رعشہ بالکل طبعی تھا۔ چنانچہ آپ نے گھر آکر رفیقۂ حیات حضرت خدیجہؓ سے ماجرا بیان فرمایا۔ انہوں نے تسلی دی اور ان کے مشورہ سے ورقہ بن نوفل کے پاس گئے جو اس وقت کے عابد اور زاہد اور موحد مسیحی تھے۔ انہوں نے حضور کی نبوت کی تصدیق کی اور ان کے بیان سے حضورؐ کے ایقان کو مزید تقویت ہوئی نزولِ وحی کا یہ سلسلہ تقریباً ۲۳ رسال تک جاری رہا اور ۱۱ھ کو ماہ صفر کے آخری ایام میں مکمل ہوا۔

تعریف و تشریح

تعریف:- قرآن پاک خدا کا وہ کلام ہے جو حضرت محمدؐ پر تقریباً ۲۳ رسال کی مدت میں نجماً نجماً حضرت جبرئیل امینؑ کے واسطے سے نازل ہوا۔ جس کی مختصر سے مختصر سورت کے ذریعہ تحدی کی گئی ہے۔ جو نقل متواتر کے ذریعہ منقول ہے ہمارے سینوں میں محفوظ ہے ہماری زبانوں سے مقروء ہے۔ ہمارے کانوں سے مسموع ہے صحیفوں میں مکتوب ہے۔ لفظی نزول ہے جس کا پڑھنا عبادت اور جس پر عمل کرنا موجب نجات ہے۔

تشریح:- اس تعریف میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ وہ متواتر طریقے پر منقول ہو۔ یہ تواتر جس کا تذکرہ تعریف میں کیا گیا ہے۔ اس قدر ضروری ہے کہ اگر ذرا سا بھی شبہ پیدا ہو جائے تو

اسے قرآن یا جزو قرآن قرار دینا مشکل ہو جاتا ہے اسی وجہ سے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے قرآن ہونے کا مالکیوں نے انکار کیا اور حنفیوں نے اس کے قرآن ہونے کو تسلیم کیا لیکن سورہ فاتحہ یا کسی اور سورت کا جز و تسلیم نہیں کیا یہ گفتگو اس "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کے بارے میں نہیں ہے جو سورہ نمل کی ایک درمیانی آیت ہے بلکہ یہ گفتگو اس "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے بارے میں ہے جو سورتوں کی ابتدا میں پائی جاتی ہے امام مالکؒ سورتوں کی ابتدا میں جو "بسم اللہ" ہے اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ حنفی فقہاء اس بسم اللہ کو قرآن مانتے ہیں لیکن کسی سورت کا جز و نہیں مانتے اور امام شافعیؒ اس بسم اللہ کو ہر اس صورت کا جز و مانتے ہیں جس کے شروع میں ہو اس طرح وہ قرائتیں جو متواتر نہیں ہیں قرآن قرار نہیں دی جائینگی مثلاً السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما متواتر قرأت ہے اور اسی آیت میں ایک دوسری قرأت ایمانھما ہے لیکن یہ دوسری قرأت متواتر نہیں ہے لہٰذا اسے قرآن نہیں کہا جائے گا۔ غرضیکہ قرآن حکیم کی کسی آیت یا اس کے کسی فقرے کے بارے میں ہمیں ثبوت طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ اس کی ہر آیت اور اس کا ہر لفظ متواتر ہے۔ اگر ضرورت ہے تو اس کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے قواعد و اصول جاننے کی ہے۔

قرآن کی جامعیت

قرآن پر اگر غور کیا جائے تو اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کتاب میں تہذیب، اخلاق طریق تمدن و معاشرت، اصول حکومت و سیاست، ترقی روحانیت، تحصیلِ معرفتِ ربانی، تزکیۂ نفوس، تنویرِ قلوب غرضیکہ اصول الی اللہ اور تنظیم و رفاہیتِ خلائق کے وہ تمام قواعد اور سامان موجود ہیں جس سے کہ آفرینش عالم کی غرض پوری ہوتی ہے اور جن کی ترتیب و تدوین کی ایک امی قوم کے امی فرد سے کبھی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ پھر ان تمام علوم و حکم کا تکفل کرنے کے ساتھ جن کے بغیر مخلوق اور خالق کا تعلق صحیح طور پر قائم نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی مخلوق دوسری مخلوق کے حقوق کو پہچان سکتی ہے۔ اس کتاب کی غلغلہ انگیز انداز فصاحت و بلاغت، جامع و موثر اور دلربا طرز بیان، دریا کا سا تموج و روانی، سہل اسالیبِ کلام کا تفنن اور اس کی لذت و حلاوت اور شہنشاہانہ شان و شوکت، یہ سب چیزیں ایسی ہیں جنہوں نے بڑی بلند آہنگی سے سارے جہاں کو مقابلہ کا

چیلنج دے دیا ہے۔ (اعجاز القرآن)

حفاظت قرآن اور چیلنج

جس وقت سے قرآن نے جمال جہاں آرائی سے نقاب الٹی اور اولادِ آدمؑ کو خود سے روشناس کیا اس کا برابر یہی دعوی رہا ہے کہ میں خدائے قدوس کا کلام ہوں اور جس طرح خدا کی زمین جیسی زمین اور خدا کے سورج جیسا سورج اور خدا کے آسمان جیسا آسمان پیدا کرنے سے دنیا عاجز ہے اسی طرح خدا کے قرآن جیسا قرآن بنانے سے بھی دنیا عاجز رہے گی۔ قرآن کو مٹانے کی لوگ سازش کریں گے، مقابلہ کے جوش میں کٹ مریں گے اپنی مدد کے لئے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو دعوت دیں گے، کوئی حیلہ، کوئی تدبیر، کوئی داؤ پیچ اٹھا نہ رکھیں گے، اپنے آپ کو اور دوسروں کو مصیبت میں ڈالیں گے ان سارے نقصانات و مصائب کا برداشت ان کے لئے ممکن ہوگا۔ لیکن قرآن کی ایک چھوٹی سی سورت کا مثل بنا لانا ناممکن ہوگا۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا تھا اور ما قبل کی کتب سماویہ کی طرح ان امتوں پر نہیں چھوڑا تھا۔ جنہوں نے اس میں تحریف کرکے بالکل ہی بدل دیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

۱۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر) — اس نصیحت نامہ کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

۲۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ (الکہف) — کوئی اس کی باتوں کو بدل نہیں سکتا۔

قرآن مجید کی جامعیت و اکملیت اور ابلغیت وغیرہ سے قطع نظر اس کی محفوظیت کاملہ اور پھر آغاز سے ہی اس کا اعلان خود ایک معجزہ دلیل ہے اس کے کلام الٰہی ہونے پر دنیا کے مکتب خانے کسی دوسری کتاب کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں جو چودہ سو سال سے اپنے الفاظ، حروف اور نقوش کے لحاظ سے جوں کی توں چلی آرہی ہے یہاں تک کتب سماویہ توراۃ و انجیل وغیرہ بھی اس سے عاجز ہیں اور قرآن اس دعویٰ میں منفرد ہے اور خود قرآن نے مخالفین کو مقابلہ کا پر زور چیلنج دیا اور سورہ ہود میں ارشاد ہوا قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ (ہود) ترجمہ ان سے کہہ دو کہ یہ اس جیسی دس سورتیں تو بنا لائیں“ لیکن پھر خود ہی متنازل قرآن نے فرمایا کہ یہ دس سورتیں تو بہت زیادہ ہیں تم صرف قرآن جیسی ایک چھوٹی سی

سورت سب مل کر بنالاؤ اور ارشاد فرمایا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھدائکم من دون اللہ ان کنتم صدقین ٥ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین ٥ البقرہ۔

ان آیات میں بیان فرمایا گیا ہے کہ اس قرآن جیسی چھوٹی سی سورت تم سب جس میں تمہارے سردار اور خدا بھی شامل ہوں مل کر بنا لاؤ اور اسی پر فیصلہ ہے اور ساتھ ہی اس دعوے کی کامیابی کی پیشن گوئی بھی فرمادی کہ تم کبھی نہیں لاسکو گے اس لئے تمھیں چاہیئے کہ مجھے خدا کا کلام تسلیم کرو، ورنہ اس ابدی عذاب سے ڈرو جو منکرین کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

الحمد للہ کس زور کا چیلنج تھا اور کتنے بھاری نفع و نقصان کا سودا تھا کیا ایسی حالت میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ لوگوں نے توجہ نہ کی ہوگی یا پوری قوت و ہمت سے مقابلہ کے لئے نہ نکلے ہوں گے حالانکہ تاریخ شاہد ہے کہ پوری توجہ اور پورا اعتناء کیا گیا۔ پھر کیسے کہا جائے کہ توجہ نہ کی گئی جبکہ دوران تبلیغ آپ کے پیچھے اوباش اور غنڈے دوڑتے تھے اور لوگوں سے کہتے کہ اے لوگو! یہ مجنون ہے اس کی بات نہ سنو تاکہ آپؐ کا اثر کہیں جمنے نہ پائے، نعوذ باللہ آپؐ کی ہلاکت کی کوشش کی گئی غرضیکہ ہر قسم کے حملے کئے گئے اور آپؐ کے لئے بیش بہا انعامات کا اعلان کیا اور جب آپؐ کا اثر برق رفتاری سے بڑھتا گیا اور آپ کی صداقت وحقانیت اور صبر و استقامت کو دیکھ کر ہزاروں نفوس آپ کے گرویدہ ہوگئے اور آپ کے حریفوں کے خاص خاص لوگ بھی ان سے ٹوٹ کر آپؐ کے حلقہ بگوش غلام بن گئے خاندان کے خاندان داخل اسلام ہونے لگے بعض بڑے بڑے متمول اور معزز لوگ عیش وعشرت چھوڑ کر آپ کے پاس پیارے پیارے بچوں اور عورتوں کو خیرباد کہہ کر فقیرانہ حالت میں بے سروسامانی کے ساتھ آپ کے قدموں میں آن پڑے اور ایسی کٹھن زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے کہ بشر سے اس کا تحمل سخت دشوار تھا تو آپ کے مخالفوں نے غیض وغضب سے بے تاب ہو کر جنگ وجدال اور معرکہ آرائی شروع کردی تلواریں اٹھائیں گئیں، صف آرائیاں ہوئیں، خون کی ندیاں بہائیں، جانیں گنوادیں، خویشوں اور عزیزوں کے سر کٹوائے مال ومتاع کو برباد کیا تاکہ کسی نہ کسی طرح حضورؐ کو مغلوب کرلیں ادھر سے بہت سہل و آسان طریقہ مغلوب بلکہ اثر کے کلیتاً معدوم کرنے کا یہ بتایا گیا کہ صرف تین چھوٹی آیت کے برابر ایک سورت اسی شان کی لے آؤ، جس شان میں قرآن ہمارے سامنے موجود ہے تو ہم خود بخود تمام تحریک کو

ختم کرکے اپنی جماعت بلکہ اپنے آپ کو بھی تمہارے حوالہ کردیں، پھر مقابلہ کی اس آسان اور سہل ترین تدبیر کے ساتھ اور بھی رنگ رنگ کی سہولتیں بلکہ ہر ممکن آسانی بھی ان کے لئے بہم پہنچا دی اسی لئے جب چیلنج دیا تو یہ نہ کہا کہ حضرت محمدؐ کے مقابلے میں ان جیسے ہی ایک امی کو منتخب کرو بلکہ سب کے سب مل کر جتنے فصیح و بلیغ، تعلیم یافتہ قبائل ہیں سب جمع ہوجاؤ، اتنے پر بھی اکتفا نہیں تو تمام دنیا کے انسانوں کو بھی جمع کرلو بلکہ انسانوں کے ساتھ دوسری مخلوق کو بھی شامل کرکے ایک سورت بنا لاؤ تو نہ تلوار اٹھانے کی ضرورت ہوگی، نہ خون بہانے کی حاجت باقی رہے گی، نہ سلطنتیں اور سرداریاں تباہ ہوں گی نہ سازشیں کرنی پڑیں گی بلکہ تمام تدابیر اس سہل بات پر ختم ہوجائیں گی۔ فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود ان کی زبانیں گنگ ہوگئیں، دماغ مفلوج ہوگئے، جوارح معطل ہوگئے لیکن اس سہل و آسان ترین اور فیصلہ کن مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوئے بلکہ اپنے نقصان کو ترجیح دی اسکی وجہ بھی یہی ہے کہ یہ لوگ دل سے اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ قرآن کلامِ الٰہی اور معجزہ ہے۔